

سلف صالحین اور مسلک اہلحدیث ②

⑩ امام معمر بن احمد ابو منصور الاصبہانی (م ۴۱۸ھ) فرماتے ہیں:

فَهَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالْأَثَرِ، فَمَنْ فَارَقَ
مَذْهَبَهُمْ فَارَقَ السُّنَّةَ، وَمَنْ أَقْتَدَى بِهِمْ وَافَقَ السُّنَّةَ، وَنَحْنُ
بِحَمْدِ اللَّهِ مِنَ الْمُقْتَدِينَ بِهِمْ، الْمُتَحِلِّينَ لِمَذْهَبِهِمْ،
الْقَائِلِينَ بِفَضْلِهِمْ، جَمَعَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فِي الدَّارَيْنِ،
فَالسُّنَّةُ طَرِيقَتُنَا، وَأَهْلُ الْأَثَرِ أَئِمَّتُنَا، فَأَحْيَانَا اللَّهُ عَلَيْهَا
وَأَمَاتَنَا بِرَحْمَتِهِ إِنَّهُ قَرِيبٌ مُجِيبٌ.

”یہ (صفات باری تعالیٰ میں تعطیل و تاویل کی نفی) اہل سنت والجماعت اور
اہل الاثر کا مذہب ہے۔ جو ان کے مذہب کو چھوڑتا ہے، وہ سنت کو چھوڑتا ہے
اور جو ان کی پیروی کرتا ہے، وہ سنت کی موافقت کرتا ہے۔ ہم بحمد اللہ ان (اہل
سنت والجماعت) کے پیروکار ہیں اور ان کے مذہب کی طرف منسوب ہیں،
ان کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ساتھ دنیا و آخرت میں
جمع کر دے۔ پس سنت ہمارا راستہ ہے اور محدثین ہمارے ائمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ
ہمیں اسی (سنت) پر زندہ رکھے اور اپنی رحمت پر فوت کرے۔ وہ قریب و
مجیب ہے۔“

(الحجة في بيان المحجة لابي القاسم الاصبهاني: ۱/۲۶۰، وسنده صحيح)

⑪ علامہ ابوالمظفر السمعانی رحمہ اللہ (۴۲۶-۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

أَنَا أَمْرُنَا بِالْإِتِّبَاعِ وَنَدْبُنَا إِلَيْهِ، وَنَهَيْنَا عَنِ الْإِبْتِدَاعِ، وَزَجَرْنَا عَنْهُ، وَشَعَارُ أَهْلِ السَّنَةِ اتِّبَاعُهُمُ السَّلَفُ الصَّالِحُ، وَتَرْكُهُمْ كُلِّ مَا هُوَ مُبْتَدَعٌ مُحدث .

”ہمیں اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور ہمیں اسی کی طرف ترغیب دی گئی ہے اور ہمیں بدعت سے منع کیا گیا ہے اور ہمیں اس سے ڈانٹا گیا ہے۔ اہل سنت کا شعار اپنے سلف صالحین کی پیروی اور ہر بدعت کو چھوڑنا ہے۔“

(الحجة فی بیان المحجة لابی القاسم الاصبهانی : ۳۹۵/۱، الانتصار لاهل الحديث : ۳۱)

③ قوام السنہ، امام اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمہ اللہ (م ۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ الْعِلْمُ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ، وَإِنَّمَا هُوَ الْإِتِّبَاعُ، وَالِاسْتِعْمَالُ يَفْتَدِي بِالصَّحَابَةِ، وَالتَّابِعِينَ وَإِنْ كَانَ قَلِيلَ الْعِلْمِ، وَمَنْ خَالَفَ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ فَهُوَ ضَالٌّ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرَ الْعِلْمِ .

”علم کثرت روایت کا نام نہیں، بلکہ علم تو اتباع و اقتدا کا نام ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی پیروی کرے، اگرچہ علم تھوڑا ہی ہو اور جو شخص صحابہ و تابعین کی مخالفت کرے، وہ گمراہ ہے، اگرچہ زیادہ علم والا ہی ہو۔“

(الحجة فی بیان المحجة لابی القاسم الاصبهانی : ۴۶۹/۲)

نیز فرماتے ہیں:

وَذَلِكَ أَنَّهُ تَبَيَّنَ لِلنَّاسِ أَمْرُ دِينِهِمْ فَعَلِينَا الْإِتِّبَاعَ لِأَنَّ الدِّينَ إِنَّمَا جَاءَ مِنْ قَبْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَمْ يَوْضَعْ عَلَى عَقُولِ الرِّجَالِ،

وَأَرَاءَهُمْ قَدْ بَيَّنَّ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّنةَ
لَأَمْتِهِ، وَأَوْضَحَهَا لِأَصْحَابِهِ، فَمَنْ خَالَفَ أَصْحَابَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنَ الدِّينِ فَقَدْ ضَلَّ .
”لوگوں کے لیے اپنے دین کا معاملہ واضح ہو گیا ہے۔ ہم پر اتباع ضروری
ہے، کیونکہ دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ دین لوگوں کی عقلوں اور آراء
پر نہیں رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی سنت کو امت کے لیے واضح کر دیا
ہے اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے لیے اپنی سنت کی وضاحت کی ہے۔ تو
جس شخص نے دین کے کسی مسئلہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی مخالفت
کی، وہ گمراہ ہو گیا۔“

(الحجة في بيان المحجة لابي القاسم الاصبهاني: ٤٧٢/٢)

③ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

وَمَنْ آتَاهُ اللَّهُ عِلْمًا وَإِيمَانًا؛ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَكُونُ عِنْدَ
الْمُتَأَخِّرِينَ مِنَ التَّحْقِيقِ إِلَّا مَا هُوَ دُونَ تَحْقِيقِ السَّلَفِ لَا
فِي الْعِلْمِ وَلَا فِي الْعَمَلِ .

”جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے علم اور ایمان دیا ہو، اسے معلوم ہو جائے گا کہ علم و
عمل میں متاخرین کی تحقیق، سلف صالحین کی تحقیق سے ادنیٰ درجہ کی ہی ہوگی۔“

(مجموع الفتاوى لابن تیمیہ: ۴۳۶/۷)

نیز فرماتے ہیں:

وقد عدلت المرجئة في هذا الأصل عن بيان الكتاب

والسنة وأقوال الصحابة والتابعين لهم باحسان واعتمدوا على رأيهم وعلى ما تأولوه بفهمهم اللغة، وهذه طريقة أهل البدع ولهذا كان الإمام أحمد يقول: أكثر ما يخطئ الناس من جهة التأويل والقياس، ولهذا تجد المعتزلة والمرجئة والرافضة وغيرهم من أهل البدع يفسرون القرآن برأيهم ومعقولهم وما تأولوه من اللغة ولهذا تجدهم لا يعتمدون على أحاديث النبي صلى الله عليه وسلم والصحابة والتابعين وأئمة المسلمين فلا يعتمدون لا على السنة ولا على إجماع السلف وآثارهم وإنما يعتمدون على العقل واللغة وتجدهم لا يعتمدون على كتب التفسير المأثورة والحديث وآثار السلف وإنما يعتمدون على كتب الأدب وكتب الكلام التي وضعتها رؤوسهم وهذه طريقة الملاحدة أيضا إنما يأخذون ما فى كتب الفلسفة وكتب الأدب واللغة؛ وأما كتب القرآن والحديث والآثار فلا يلتقون اليها، هؤلاء يعرضون عن نصوص الأنبياء إذ هى عندهم لا تفيد العلم وأولئك يتأولون القرآن برأيهم وفهمهم بلا آثار عن النبي صلى

اللہ علیہ وسلم وأصحابہ وقد ذکرنا کلام أحمد وغیرہ فی انکار هذا وجعله طريقة أهل البدع .

”مرجہ نے اس اصول (ایمان) میں کتاب وسنت کے بیان اور اقوال صحابہ تابعین کو چھوڑ دیا ہے اور اپنی عقلوں اور فہم لغت پر مبنی اپنی تاویلات پر اعتماد کیا ہے۔ یہ اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اکثر لوگ غلطی تاویل اور قیاس میں کرتے ہیں۔ اسی لیے آپ معترضہ، مرجہ اور روافض وغیرہم کو دیکھتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی تفسیر اپنی آراء اور عقلوں اور لغت پر مبنی اپنی تاویلات سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ و تابعین و ائمہ دین پر اعتماد نہیں کرتے۔ نہ وہ سنت پر اعتماد کرتے ہیں نہ سلف کے اجماع پر اور نہ ان کے آثار پر۔ وہ صرف اپنی عقل اور لغت پر اعتماد کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ حدیث پر مبنی تفاسیر اور اقوال سلف پر بھی اعتماد نہیں کرتے۔ بلکہ وہ کتب ادب اور ان کتب علم کلام پر اعتماد کرتے ہیں، جن کو ان کے بڑوں نے لکھا ہے۔ ملحد لوگوں کا بھی یہی طریقہ ہے۔ وہ صرف ان چیزوں کو لیتے ہیں جو فلسفے اور لغت و ادب کی کتابوں میں ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث و آثار پر مبنی کتب کی طرف وہ التفات نہیں کرتے۔ یہ لوگ انبیائے کرام کے فرامین سے اعراض کرتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک وہ علم کا فائدہ نہیں دیتے۔ یہ لوگ قرآن کریم کی تفسیر حدیث نبوی اور اقوال صحابہ کو چھوڑ کر اپنے فہم اور اپنی عقلوں سے کرتے ہیں۔ ہم نے اس کے رد میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی کلام بیان کی ہے اور انہوں نے اسے اہل

بدعت کا طریقہ قرار دیا ہے۔“

(الایمان لابن تیمیہ : ۱۱۴)

⑤ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳-۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

جزمت بأن المتأخرين على إياس من أن يلحقوا
المتقدمين في الحفظ والمعرفة .

”میرا یقین ہے کہ متاخرین حفظ و معرفت میں متقدمین کا مقابلہ کرنے سے
عاجز ہیں۔“

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی : ۳/۹۶۹)

نیز فرماتے ہیں:

هَكَذَا كَانَ أئِمَّةُ السَّلَفِ آيِرُونَ الدُّخُولَ فِي الْكَلَامِ، وَلَا
الْجِدَالَ، بَلْ يَسْتَفْرِغُونَ، وَسَعَهُمْ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ
وَالْتَفَقَهُ فِيهِمَا، وَيَتَّبِعُونَ، وَلَا يَتَنَطَعُونَ .

”اسی طرح ائمہ سلف علم کلام و جدال میں داخل ہونا جائز نہیں سمجھتے تھے، بلکہ وہ
اپنی قوت و طاقت کو کتاب و سنت اور ان دونوں کے فہم میں خرچ کرتے تھے۔
وہ اتباع کرتے تھے، تکلف نہیں کرتے تھے۔“

(سیر أعلام النبلاء للذہبی : ۱۲/۱۱۹)

نیز فرماتے ہیں:

وَمَنْ سَكَتَ شَاكًا مُزْرِيًّا عَلَى السَّلَفِ، فَهَذَا مُبْتَدِعٌ .

”جو شخص سلف پر عیب لگاتے ہوئے شک میں خاموش بھی ہو جائے، وہ بدعتی

ہے۔“

(سیر أعلام النبلاء للذهبي: ۱۷۸/۱۲)

① علامہ ابن قدامہ الموفق رحمہ اللہ (۵۴۱-۵۲۰ھ) فرماتے ہیں:

فَقَدْ ثَبَتَ وَجُوبُ اتِّبَاعِ السَّلَفِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ بِالْكِتَابِ
وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَالْعِبْرَةِ دَلَّتْ عَلَيْهِ .

”سلف کے اتباع کا واجب ہونا کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔
قیاس بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔“

(ذم التأويل لابن قدامه : ص ۳۵)

② امام دارمی رحمہ اللہ (۲۸۰-۲۰۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ عَلَى الْعَالِمِ بِاخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ، أَنْ يَجْتَهِدَ وَيَفْحَصَ عَنْ
أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ، حَتَّى يَعْقِلَهَا بِجَهْدِهِ مَا أَطَاقَ، فَإِذَا أَغْيَاهُ أَنْ
يَعْقِلَهَا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَرَأَى مِنْ قَبْلِهِ مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ
خَيْرٌ لَهُ مِنْ رَأْيِ نَفْسِهِ .

”ہم کہتے ہیں کہ علمائے کرام کے اختلاف کی بنا پر ایک عالم کو اجتہاد اور مسئلہ کی
دلیل کے بارے میں تحقیق کرنی چاہیے، حتیٰ کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق
سمجھے۔ جب کتاب و سنت سے سمجھنے سے وہ عاجز آجائے تو اس سے پہلے سلف
کے علمائے کرام کی آراء اس کے لیے اس کی اپنی رائے سے بہتر ہیں۔“

(نقض الامام عثمان بن سعيد الدارمي على المريسي : ۶۶۵)

③ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۴۱-۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

وقد ابتلينا بجهلة من الناس يعتقدون فى بعض من توسع فى القول من المتأخرين انه أعلم ممن تقدم فمنهم من يظن فى شخص أنه أعلم من كل من تقدم من الصحابة ومن بعدهم لكثرة بيانه ومقاله، ومنهم من يقول هو أعلم من الفقهاء المشهورين المتبوعين، وهذا يلزم منه ما قبله لأن هؤلاء الفقهاء المشهورين المتبوعين أكثر قولاً ممن كان قبلهم فإذا كان من بعدهم أعلم منهم لاتسع قوله كان أعلم ممن كان أقل منهم قولاً بطريق الأولى: كالثورى والأوزاعى والليث، وابن المبارك، وطبقته، وممن قبلهم من التابعين والصحابة أيضاً، فإن هؤلاء كلهم أقل كلاماً ممن جاء بعدهم وهذا تنقص عظيم بالسلف الصالح وإساءة ظن بهم ونسبته لهم إلى الجهل وقصور العلم.

”ہمیں ایسے جاہل لوگوں سے پالا پڑا ہے، جو زیادہ کام کرنے والے بعض متاخرین کو متقدمین سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو کسی ایک شخص کو اس کے زیادہ بیان و مقال کی وجہ سے تمام سلف صحابہ و تابعین سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو کسی مخصوص شخص کو ان تمام مشہور مقتدا ائمہ سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ اس قول سے بھی پہلے والی بات لازم آتی ہے، کیونکہ یہ مشہور ائمہ اپنے سلف سے زیادہ اقوال کے حامل تھے، اگر ان سے بعد

والا شخص زیادہ اقوال کی وجہ سے ان سے افضل ہے تو یہ لوگ اپنے سلف مثلاً امام سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام لیث، امام ابن المبارک، ان کے ہم عصروں اور ان سے پہلوں، یعنی تابعین اور صحابہ کرام سے زیادہ اقوال رکھنے کی وجہ سے بالا ولی ان سے افضل ہوں گے، کیونکہ یہ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین بعد والوں کی نسبت کم اقوال رکھتے ہیں۔ اس سے سلف صالحین کی بہت بڑی گستاخی ہوتی ہے اور یہ ان کے بارے میں بدگمانی ہے۔ اور ان کو جاہل اور کم علم کہنے کے مترادف ہے۔“

(فضل علم السف علی الخلف لابن رجب: ۶۱)

نیز فرماتے ہیں:

ولیکن الإنسان علی حذر مما حدث بعدهم فإنه حدث بعدهم حوادث كثيرة وحدث من انتسب إلى متابعة السنة والحديث من الظاهرية ونحوهم وهو أشد مخالفة لها لشذوذه عن الأئمة وانفراده عنهم بفهم يفهمه أو يأخذ مالم يأخذ به الأئمة من قبله .

”انسان کو سلف صالحین کے بعد والے لوگوں کی نکالی ہوئی نئی چیزوں سے بچنا چاہیے، کیونکہ سلف کے بعد بہت سے حوادث رونما ہوئے اور وہ ظاہری قسم کے لوگ ظاہر ہوئے جو سنت و حدیث کی پیروی کا دم بھرتے تھے، لیکن وہ سنت کی سب سے زیادہ مخالفت کرتے تھے، کیونکہ وہ ائمہ کرام سے انفرادیت اختیار کرتے تھے اور ان سے جدا فہم لیتے تھے یا متقدمین نے جو استنباط نہیں کیا، وہ

استنباط کرتے تھے۔“

(فضل علم السلف علی الخلف لابن رجب : ۶۹)

نیز فرماتے ہیں:

فأما الأئمة وفقهاء أهل الحديث فإنهم يتبعون الحديث الصحيح حيث كان إذا كان معمولاً به عند الصحابة، ومن بعدهم، أو عند طائفة منهم فأما ما اتفق على تركه فلا يجوز العمل به .

”محدثین میں سے فقہاء اور ائمہ صحیح حدیث جہاں بھی وہ ہو، اس کا اتباع کرتے ہیں، جب وہ تمام صحابہ و تابعین یا ان میں سے کسی گروہ کے ہاں معمول بہ ہو، لیکن جس کو چھوڑنے پر صحابہ و تابعین کا اتفاق ہو، اس پر عمل کرنا (ائمہ حدیث اور فقہائے حدیث) کے ہاں جائز نہیں۔“

(فضل علم السلف علی الخلف لابن رجب : ۴۷)

①۹ ابو محمد عبداللہ بن ابی زید القیر وانی (۳۱۰-۳۸۶ھ) فرماتے ہیں:

تسليم السنن وأن لا تعارض برأى ولا ترفع بقياس، وما تأوله منها السلف الصالح تأولناه، وما عملوا به عملناه، وما تركوه تركناه، ويسعنا أن نمسك عما أمسكوا، ونتبعهم فيما بينوا، ونقتدى بهم فيما استنبطوه ورأوه في الحوادث، ولا نخرج عن جماعتهم فيما اختلفوا فيه وفي

تأويله، وکل ما قدمنا ذكره هو قول أهل السنة وأئمة الناس
فی الفقه والحديث .

”سنتوں کو تسلیم کرنا عقل و قیاس کے خلاف نہیں۔ سنن کی جو تفسیر سلف صالحین
نے کی ہے، ہم وہی کریں گے اور جس پر انہوں نے عمل کیا، اسی پر ہم عمل کریں
گے اور جس کو انہوں نے چھوڑا، اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے۔ ہمیں یہی کافی
ہے کہ جس چیز سے وہ رک گئے، اس سے ہم بھی رک جائیں اور جس چیز کو
انہوں نے بیان کیا، اس میں ہم ان کی پیروی کریں اور جو انہوں نے استنباط و
اجتہاد کیا، اس میں ان کی اقتدا کریں، جس چیز میں ان کا اختلاف ہے، اس
میں ان کی جماعت سے نہ نکلیں (کوئی نیا مذہب نہ نکالیں، بلکہ اختلافی صورت
میں ان میں سے ہی کسی کا مذہب قبول کریں۔) تمام وہ چیزیں جو ہم نے ذکر
کی ہیں، وہ اہل سنت اور فقہ و حدیث کے ائمہ کا قول ہے۔“

(الجامع : ۱۱۷)

② حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (ابن ابی زینب) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِعْلَمَ رَحِمَكَ اللَّهُ أَنَّ السُّنَّةَ دَلِيلُ الْقُرْآنِ، وَأَنَّهَا لَا تُدْرَكُ
بِالْقِيَاسِ وَلَا تُؤْخَذُ بِالْعُقُولِ، وَإِنَّمَا هِيَ فِي الْإِتِّبَاعِ لِلْأَئِمَّةِ
وَلَمَّا مَشَى عَلَيْهِ جُمْهُورُ هَذِهِ الْأُمَّةِ ...

”جان لیں کہ سنت قرآن کریم کی دلیل ہے۔ سنت کو قیاس اور عقل کے
ذریعے حاصل نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ نوائے کرام اور جمہور امت کے طریقے کے
اتباع کا نام ہے۔“

(کتاب اصول السنة لابن ابی زمنین : ۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكُلُّ قَوْلٍ يَنْفَرِدُ بِهِ الْمُتَأَخِّرُ عَنِ الْمُتَقَدِّمِينَ وَلَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ
أَحَدٌ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ يَكُونُ خَطَأً .

”ہر وہ قول جس میں بعد والے متقدمین سے منفرد ہو، اس سے پہلے وہ قول کسی
نے نہ کہا ہو، وہ یقیناً غلط ہوگا۔“

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ : ۲۱/۲۹۱)

ہم الحمد ریٹ تو یہ کہتے ہیں:

ما تكلم فيه السلف فالتسكوت عنه جفاء، وما سكت عنه
السلف فالكلام فيه بدعة .

”جس مسئلہ میں سلف نے کلام کی ہے، اس بارے میں خاموش رہنا گناہ ہے
اور جس مسئلہ میں سلف خاموش رہے ہیں، اس بارے میں کلام کرنا بدعت
ہے۔“

نیز کہتے ہیں:

كل خير في اتباع من سلف وكل شر في ابتداء من خلف.
”ہر خیر و بھلائی سلف کے اتباع میں ہے اور ہر برائی بعد والوں کی اختراع میں
ہے۔“

علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَالْمُتَأَخِّرُ لَا يَبْلُغُ مِنَ الرُّسُوحِ فِي عِلْمٍ مَا يَبْلُغُهُ الْمُتَقَدِّمُ،

وَحَسْبُكَ مِنْ ذَلِكَ أَهْلُ كُلِّ عِلْمٍ عَمَلِيٌّ أَوْ نَظَرِيٌّ؛ فَأَعْمَالُ
الْمُتَقَدِّمِينَ فِي إِصْلَاحِ دُنْيَاهُمْ وَدِينِهِمْ عَلَى خِلَافِ أَعْمَالِ
الْمُتَأَخِّرِينَ، وَعُلُومُهُمْ فِي التَّحْقِيقِ أَقْعَدُ، فَتَحَقَّقُ الصَّحَابَةُ
بِعُلُومِ الشَّرِيعَةِ لَيْسَ كَتَحَقَّقِ التَّابِعِينَ، وَالتَّابِعُونَ لَيْسُوا
كَتَابِعِيهِمْ، وَهَكَذَا إِلَى الْآنِ، وَمَنْ طَالَعَ سِيرَهُمْ، وَأَقْوَالَهُمْ،
وَحِكَايَاتِهِمْ؛ أَبْصَرَ الْعَجَبَ فِي هَذَا الْمَعْنَى .

”بعد والا شخص علمی رسوخ میں پہلے والے شخص تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔
اس سلسلے میں ہر عملی و نظریاتی علم کا یہی حال ہے۔ متقدمین کے دنیا و دین کے
اصلاح کے حوالے سے جو کام ہیں، وہ متاخرین کے کاموں سے بہت بڑھ کر
ہیں۔ ان کے علوم، تحقیق میں گہرے تھے۔ صحابہ کرام کا شرعی علوم میں رسوخ
تابعین کے رسوخ جیسا نہیں تھا (بلکہ اس سے بڑھ کر تھا)، اسی طرح تابعین،
تابع تابعین کی طرح نہیں تھے اور آج تک یہی صورت حال ہے۔ جو شخص
متقدمین کے احوال، اقوال اور حکایات کا مطالعہ کرے گا، اس سلسلے میں عجیب
باتیں دیکھے گا۔“

(الموافقات للشاطبي: ۱/۱۴۹)



غیر اللہ کی قسم!